اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

نمبر ۱۵ جلد ۱۰

چندہ سالانہ دو روپیہ ۸ آنہ

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

۱۵- جولائی ۱۹۳۶ء — ۲۵- ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

نظم .... صہ ۲
ہندوستان میں عورتوں کی رفتار ترقی نمبر ۲ — ۳/۶
درس القرآن ۷/۱۰
احادیث نبوی ۱۱/۱۲
وہ اور ہم .... صہ ۱۳
شب ماہتاب ۱۴/۱۵
شذرات ۱۵/۱۹ ، واقعات و حوادث ۱۹/۲۰
عجائبات ۲۱/۲۲ ، رپورٹ لجنہ پھول ۲۳/۲۴

سیدہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ۔
آغائے عبدالرحیم صاحب شبلی۔
مرتبہ زیر ہدایت لجنہ اماء اللہ قادیان۔
محترمہ خاتون بیگم صاحبہ سہارنپور۔
محترمہ فاطمہ خاتون صاحبہ قادیان۔
اے۔ آر شہناز امراؤتی۔

اے آمدنت باعثِ خورسندیٔ ما

صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (مولوی فاضل - بی - اے) ابن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جن کو سیدہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے مندرجہ ذیل دُعائیہ نظم کیساتھ سفر انگلستان پر بھجوایا تھا:-

جاتے ہو مری جان خُدا حافظ و ناصر
اللہ نگہباں خُدا حافظ و ناصر

ہر کام پہ ہمراہ رہے نصرتِ باری
ہر لحظہ و ہر آن خُدا حافظ و ناصر

والی بنو امصارِ علوم دو جہاں کے
اے یوسف کنعان خُدا حافظ و ناصر

ہر علم سے حاصل کرو عرفانِ الٰہی
بڑھتا رہے ایمان خُدا حافظ و ناصر

پہرہ ہو فرشتوں کا قریب آنے نہ پائے
ڈرتا رہے شیطان خُدا حافظ و ناصر

ہر بحر کے غواص بنو لیک بایں شرط
بھیگے نہیں دامان خُدا حافظ و ناصر

سر پاک ہو اغیار سے دل پاک نظر پاک
اے بندۂ سبحان خُدا حافظ و ناصر

محبوب حقیقی کی امانت سے خبردار
اے حافظِ قرآن، خُدا حافظ و ناصر

الحمد للہ کہ بخیر و عافیت ۲۹ جولائی مراجعت فرمائے دار الامان ہو چکے ہیں۔ آپ نے بمبئی پہنچکر ان پاکیزہ خیالات و جذبات کا اظہار فرمایا۔ کہ "میرے وہاں جانے کی اصل غرض ظاہری تعلیم پانا نہیں میں انگلستان کے علاوہ جرمنی، ہالینڈ، فرانس وغیرہ کے سفر کرنے کے بعد اب حق الیقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آئندہ جو قوم ترقی کر سکتی ہے، وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔ اور ہمیں مجنونانہ رنگ میں رات دن تبلیغ میں مشغول رہنا چاہیئے" خداوند تعالیٰ وہ دن جلد لائے، کہ ہم ان مقاصد کی تکمیل و اکمال اپنی مشتاق آنکھوں سے دیکھیں۔ وھو الناصر ٭

124

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

مصباح
قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۶ء

ہندوستان میں عورتوں کی رفتار ترقی

(گذشتہ سے پیوستہ)

اَب ہم معاشرتی حالت کو لیتے ہیں۔ ہماری معاشرتی زندگی میں بہت سی خرابیاں ہیں، اور اُنکی ذمہ وار زیادہ تر عورتیں ہیں۔ مثلاً جتنی توہم پرست اور متعصب عورتیں واقع ہوئی ہیں اُتنے مرد نہیں۔ یہی تعصبات اگر ہماری معاشرتی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ہماری اقتصادی پستی کا باعث بنتے ہیں۔

عورتوں کی معاشرتی زندگی کا سب سے افسوسناک پہلو وہ ہے جو شادیوں اور متاہلانہ زندگی کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مثلاً یہاں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی شادی کے بھینٹ چڑھا دی جاتی ہیں۔ اور اگر نوجوان لڑکی کا خاوند مر جائے۔ تو پھر تا عمر اُسکی دوسری شادی نہیں ہوتی۔ وہ ایک طرح سے گویا ہمیشہ ہمیش کے لئے رد کر دی جاتی ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے، کہ ہندوستان میں کم و بیش تین کروڑ بیوائیں ہیں۔ جن میں سے سولہ ہزار عورتیں پانچ برس سے کم عمر کی۔ اور قریباً چار لاکھ عورتیں پندرہ برس سے کم عمر کی ہیں۔ ظاہر ہے، کہ ہندوستان کی پندرہ کروڑ عورتوں میں سے تین کروڑ عورتوں کی زندگی نہایت قابل رحم ہے۔ اور اُن میں سے اکثر کی زندگی جہنم زار بنی ہوئی ہے۔ وہ نہ تو دوسری شادی کر سکتی ہیں۔ اور نہ کسی کے آگے اپنا دُکھڑا رو سکتی ہیں۔ اگر وہ نہایت پریشانی کی حالت میں خودکشیاں نہ کریں تو اور کیا کریں۔ چنانچہ پنڈتانی رام بائی لکھتی ہیں کہ "پرانے ہندو گھرانوں میں بیوہ کی زندگی ایک حسرتناک منظر پیش کرتی ہے۔ اکثر گھرانوں میں وہ ایک مجرم کیطرح سمجھی جاتی ہے۔ جو کسی بھاری گناہ کی پاداش میں ایک سخت سزا جھیلنے پر مجبور ہو۔ سب سے قابلِ رحم حالت کم سن بیوہ کی ہوتی ہے۔ چونکہ اُسکے ہاں بالعموم کوئی اولاد نہیں ہوتی، اِس لئے اُسے سب حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اُس سے غلاموں اور لونڈیوں کی طرح کام لیا جاتا ہے۔ بیوہ عورت کے لئے کپڑا پہننا اور کھانا کھانا غیر ضروری

سمجھا جاتا ہے۔ بجز اُس مقدار کے جو اُس کی مصیبت زدہ زندگی کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہو۔ چنانچہ اکثر بیوہ عورتیں کرتہ نہیں پہنتیں اور ایک وقت کا کھانا کھاتی ہیں۔ بعض سر کے بال منڈا دیتی ہیں۔ اور عمر بھر زمین پر سوتی ہیں۔۔۔ ـــــــــ اکثر عورتیں اس درد بھری زندگی پر رسم ستی کو ترجیح دیتی ہیں"۔

یہ بیان مزید حاشیہ آرائی کا محتاج نہیں لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اس مذموم معاشرتی رسم کا ذمہ وار کون ہے؟ ذرا سے تدبر کے بعد ہم پر یہ واضح ہو جائے گا۔ کہ بجز ذہنی توہمات اور من گھڑت رسومات کے اس کا ذمہ وار کوئی نہیں۔ اور جبتک اُن کو ناپید نہ کریں گے۔ اس باب میں کسی اصلاح کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

ایک دُوسری تباہ کاری یہ کیجاتی ہے کہ شادی ہر کس و ناکس کے لئے از بس ضروری قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں صرف ۲ء۵ عورتیں فی ہزار غیر شادی شدہ ہوتی ہیں۔ اور ہزار میں سے ۱۱۵ عورتوں کا بیاہ بیس۲۰ سال سے کم عمر میں ہی کر دیا جاتا ہے۔ بیس۲۰ سال تک کم و بیش سب عورتیں بیاہ دیجاتی ہیں۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے۔ کہ لڑکیاں ابھی ماں بننے کے علم سے واقف ہی نہیں ہوتیں۔ کہ اُن کے ہاں بچے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ بوجہ جہالت اور ناواقفی وُہ اُن کی دیکھ بھال نہیں کر سکتیں۔ اِس لئے وہ جلد مر جاتے ہیں۔ متاہل زندگی کو غیر تربیت یافتہ قواء کے زمانہ میں ہی اختیار کرنے سے اُن کے اپنے جسم پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ اوسطاً تیئیس۲۳ سال سے زیادہ نہیں جی سکتیں۔

کہا جاتا ہے۔ کہ لڑکیوں کی شادی جلد اِس لئے کر دی جاتی ہے۔ کہ لوگ غریب ہوتے ہیں۔ اور وہ زیادہ دیر تک اُن کے کفیل نہیں ہو سکتے لیکن رزق کے خوف سے کسی کی زندگی تباہ کرنا بھی تو "قتل اولاد" کے مترادف ہے۔ پس اگر کوئی استطاعت نہیں رکھتا۔ تو وہ شروع میں ہی قرآنی حکم کے بموجب شادی سے درگذر کرے۔ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسْتَعْفِفْ اور اگر نہیں تو کم از کم محنت زیادہ کرے، تاکہ روپیہ مزید حاصل ہو اور اولاد کی پرورش ہو سکے۔

معاشرتی زندگی کا ایک دوسرا بھیانک پہلو یہ ہے۔ کہ بعض قوموں میں کثرت ازدواج کی کوئی تعیین نہیں کی گئی۔ مثلاً مشہور مصنف رزلے رقمطراز ہے کہ۔

"مجھے دو کولیوں کا قصہ معلوم ہے۔ جن میں سے ایک نے ساٹھ اور دوسرے نے سَو سے اوپر بیویوں کے ساتھ شادی کی۔ مردوں کے پاس ایک کتاب تھی جس میں اُن عورتوں کے والدین کے نام تھے جن کے ساتھ انہوں نے

شادی کی ہوئی تھی۔ وہ موسم سرما کے آغاز میں ہر بیوی کے پاس اُسکے وطن میں جانا شروع کرتے تھے۔ اور اُس کے باپ کے حالات کے مطابق روپیہ اکٹھا کر کے موسم گرما میں گھر آ جاتے۔ تاکہ بقیۃ ایام آرام سے گاؤں میں گذاریں۔" (منقول از جتھار اینڈ بیری انڈین اکونامکس)

اسلام نے کثرتِ ازدواج کا حکم صرف شرعی ضروریات کے مطابق دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ متذکرہ بالا قسم کی شادیاں اس مقصد کو لیکر نہیں کی جاتیں۔ بلکہ اُن کا واحد مدعا یہ ہوتا ہے کہ روپیہ اکٹھا کیا جائے۔ اور تعیش سے زندگی بسر ہو۔ ہمیں غیر متعین کثرتِ ازدواج کی رسم کا پورے زور سے اِنسداد کرنا چاہیئے۔ اور اسلامی شادیوں کے بارہ میں بھی دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ کیا قرآن مجید کی بتائی ہوئی دو شرطیں پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔ مثلاً اخراجات باقاعدہ دیئے جائیں اور مساوات قائم رکھی جائے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کثرتِ ازدواج سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

شادی کے سلسلہ میں ایک اور غلطی یہ کیجاتی ہے۔ کہ شادیاں دیکھ بھال کر نہیں کی جاتیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ زوجین کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ اور وہ ساری عمر اپنے بیاہنے والے کو کوستے ہیں۔ اِس تلخی سے جو قومی نقصان ہوتا ہے وہ علیحدہ ہے۔ کیونکہ جب تک مرد اور عورتیں مل جُل کر کام نہ کریں ترقی کیسے ہو سکتی ہے؟

معاشرتی زندگی کا ایک تاریک پہلو پردہ بھی ہے۔ جس سے میری مراد وُہ روکاوٹیں ہیں جو شہری زندگی میں پائی جاتی ہیں مثلاً کوئی شریف عورت دن کیوقت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی۔ کیونکہ سڑک پر پھرنے والی برقعہ پوش عورتوں کو بالعموم شریف خیال نہیں کیا جاتا۔ دیہاتوں میں یہ بات نہیں ہوتی۔ اول تو وہاں پردہ کیا ہی نہیں جاتا۔ اگر کیا بھی جائے تو پردہ دار کو بجائے بُرا سمجھنے کے شریف گھرانے کی عورت خیال کیا جاتا ہے۔

شہری پردہ کے خلاف بالعموم لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن اُس کا کوئی مبدل تجویز نہیں کرتے۔ امیر گھرانوں کے لئے تو آسان ہے کہ وہ موٹر یا تانگہ وغیرہ پر شہر سے باہر چلی جائیں، اور وہاں تفریح کریں۔ لیکن غریب عورتیں کیا کریں؟ اگر وہ بے پردہ دن کے وقت باہر نکل آئیں، تو غنڈے اپنی فطری خباثت کا اظہار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پس اس کا علاج تجویز کرنا قوم کے لئے ضروری ہے۔ میرے خیال میں جب تک اس باب میں عامۃ الناس کی رائے تبدیل نہ کی جائے۔ کسی قسم کی کامیابی کی توقع رکھنا فضول ہے۔

الغرض ہندوستان کا معاشرتی نظام

حد درجہ قابلِ اصلاح ہے۔ اور خصوصًا وہ جو متاہلانہ اور شادی شدہ زندگی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کیا ہماری بہنیں اس مسئلہ پر غور کریں گی؟ کیا اُن کے لئے واجب نہیں کہ وہ اصلاحی کمیٹیاں مرتب کر کے قوم کی اصلاح کا بیڑا اُٹھائیں؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اب بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور مُلک میں نسوانی تحریکات کے فروغ کے لئے مختلف انجمنیں بن چکی ہیں لیکن جہانتک میرا خیال ہے، اُن کا کام کوئی خاص طور پر نمایاں نہیں۔ مثلاً آل انڈیا ویمنز کانفرنس آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس، وومنز انسٹی ٹیوٹ بنگال، لجنہ اماء اللہ قادیان، سیوا سدن سوسائیٹی پُونا، ریڈ کراس سوسائیٹی۔ سینٹ جانس ایمبولینس سُوسائیٹی وغیرہ۔ مفید ادارے ہیں، اور اپنی اپنی جگہ پر مفید کام کر رہے ہیں۔ لیکن اُن کا کام کوئی حیرت خیز اور انقلاب افزا نہیں۔ کیا ہماری بہنیں اِن سب سُوسائیٹیوں سے خط و کتابت کر کے کوئی عملی کام ہاتھ میں لیں گی؟ مَیں نے عملی اِس لئے کہا ہے۔ کہ ریزولیشن تو ہر سُوسائیٹی میں پاس ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُن پر کوئی عمل کروانے والا نہیں ہوتا۔

خوشی کی بات ہے۔ کہ لجنات اماء اللہ نے احمدی خواتین [illegible] بیداری پیدا کر دی ہے۔ مثلاً تعلیمی اور معاشرتی لحاظ سے ہماری بہنیں دُوسری عورتوں کے مقابلہ میں بیش از بیش ہیں۔ لیکن چونکہ ہماری تحریک عالمگیر ہے، اِس لئے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہم اپنے پروگرام میں دُوسری خواتین کو بھی شامل کریں۔ مثلاً ایک شعبہ تو تبلیغ کا ہو جو خالصتہً ہماری جماعت کی عورتوں پر مشتمل ہو۔ لیکن دُوسرا شعبہ اصلاحی اور تعلیمی ہونا چاہیئے۔ جسمیں دوسری بہنوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

لجنات اماء اللہ میں سے قادیان، سیالکوٹ، اور لاہور کی انجمنیں اچھا کام کر رہی ہیں۔ لیکن دوسرے مقامات پر ابھی عورتوں کی تنظیم نہیں ہُوئی۔ پس ضروری ہے۔ کہ بہت جلد ہر مقام پر جہاں احمدی خواتین موجود ہیں۔ لجنات بنائیں، اور کوئی تعمیری کام ہاتھ میں لیں ۞ (باقی دارد)

(عبدالرحیم شبلی بی۔ کام)

چندہ خاص میں خاص حصّہ لیں۔

جناب ناظر صاحب بیت المال نے ایک اپیل جاری کی ہے کہ مہمان خانہ، مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک کی توسیع اور جلسہ سالانہ کے لئے جماعت کے افراد اپنی اپنی ماہوار آمد کا نصف حصہ دیں۔ یہ مبارک کام جو درپیش ہیں۔ ان کا بیشتر فائدہ مستورات کو پہنچنے والا ہے۔ اِس لئے خواتین جماعت کو اس چندہ میں خصوصیت سے زیادہ حصّہ لینا چاہیئے۞

درس القرآن

فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

(سورۃ مدثر پارہ ۲۹ رکوع ۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنیوالا اور بار بار رحم کرنیوالا ہے۔

کَلَّا وَالۡقَمَرِ ۝ وَالَّیۡلِ اِذۡ اَدۡبَرَ ۝ وَالصُّبۡحِ اِذَاۤ اَسۡفَرَ ۝ اِنَّہَا لَاِحۡدَی الۡکُبَرِ ۝

کَلَّا کا لفظ تنبیہ کے لئے آتا ہے۔ یعنی ہوشیار کرنے کے لئے۔ جسکا ترجمہ اردو زبان میں خبردار ہو جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ کان کھولکر سن لو۔ اگر پہلے ایسا مضمون ہو جس کی تردید کرنی ہو، تو اسکے معنے ہوں گے ایسا ہرگز نہیں۔

ہم تم کو ہوشیار کرتے ہیں اور ہم چاند کو بطور شہادت کے پیش کرتے ہیں، اور رات کو بھی ہم بطور شہادت کے پیش کرتے ہیں۔ جب وہ پیٹھ دکھانے لگتی ہے یعنی جب وہ ختم ہونے لگتی ہے۔ اور صبح کو ہم بطور شہادت کے پیش کرتے ہیں جبکہ وہ روشن ہو جاتی ہے۔ یقیناً یہ بڑی باتوں میں سے ایک بات ہے گویا کہ چاند اس بات کی شہادت ہے۔ کہ یہ واقعات اسی طرح ہونے والے ہیں۔ یہ ایک قرآنی استدلال ہے کہ وہ ایسی باتوں کی دلیل جو ناممکن نظر آتی ہیں ممکن باتوں سے دیتا ہے، یہ قرآنی ایجاد ہے۔ پہلے کسی کتاب نے ایسی دلیل نہیں دی۔ یورپ کے لوگ اس بات کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور اس کو مانتے نہیں۔ کہ نہ ہونے والی باتوں کے لئے ان باتوں سے استدلال کیا جائے جو ہو سکتی ہوں۔ ہمیشہ قرآن کریم ایک پیشگوئی بیان فرماتا ہے، جو انسانی طاقت سے بالا ہوتی ہے۔ یہاں بھی اس قسم کی پیشگوئی بیان کی ہے۔ اگر انسانی قیاسات پر مبنی بات ہو تو ہم سمجھ لیں کہ قیاس کی بات درست نکلی۔ لیکن اگر وہ بات جو پیش کی گئی ہے۔ وہ انسان کے حیطہ اختیار وقیاس سے باہر ہو تو ماننا پڑیگا کہ یہ بات خدا کی طرف سے ہے۔ اور جب ثابت ہو جائے کہ وہ ایک بات جو کہی گئی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ تو قرآن کریم اس بات کو پیش کرتا ہے۔ کہ یقیناً دوسری بات بھی درست ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ غلطی نہیں کرتا۔ پس اسی طریق پر یہاں شہادت کے طور پر تین چیزیں بیان کی ہیں۔ چاند، جانیوالی رات، آنیوالی صبح۔ بظاہر یہ چیزیں باہم مخالف معلوم ہوتی ہیں۔ کیونکہ جب رات ختم ہو جاتی، اور صبح آتی ہے، تو وہ وقت چاند کا نہیں ہوتا۔ چاند کا وقت تو رات کی تاریکی میں ہے۔ بھلا روشنی میں اس کا کیا کام۔ جسمانی دُنیا پر یہ بات چسپاں نہیں ہوتی، اور درحقیقت یہ بات جسمانی دُنیا کے متعلق ہے بھی نہیں۔

بلکہ رُوحانی دُنیا کے متعلق ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ **قمر** عربوں کی حکومت کا نشان تھا۔ رویاء میں چاند سے مُراد عرب لیا جاتا تھا۔ گویا کہ چاند علامت ہے عرب کی بادشاہت کی۔ پس مطلب یہ ہوا کہ رُوحانیت کے فقدان کی رات جو عرب پر طاری ہے وہ دُور ہو جائے گی۔ اور مشرکوں کی حکومت مٹ جائیگی۔ پس رات چلی جائے گی۔ یعنی عرب پر کفر کی تاریکی جو چھائی ہوئی ہے۔ اسکے لئے وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ کی خوشخبری ہے۔ یعنی کافروں کی حکومت چلی جائے گی۔ اور اسلامی حکومت قائم ہوجائے گی ؛

یہ سورۃ اسوقت نازل ہوئی تھی۔ جبکہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صرف دس بارہ آدمی ایمان لائے تھے۔ جن میں چند غلام اور چند بچے تھے۔ اور جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت خدیجہؓ تھے۔ حضرت علیؓ کی عمر ۱۰ سال تھی حضرت عثمانؓ کی ۱۲ سال۔ زبیرؓ۔ طلحہؓ۔ حضرت بلالؓ رضی اللہ عنہم۔ یہ الہام اسوقت ہورہا ہے جبکہ چند لوگ صرف ایمان لائے تھے۔ اور اسلام کی سخت مخالفت ہورہی تھی۔ پس یہ بہت بڑی باتوں میں سے ایک بات ہے۔ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ اسلام پھیل جائے گا۔ ایسی حالت میں جبکہ سارا ملک دشمن ہے۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسا ہو کر رہیگا جب یہ ہوگیا۔ تو ماننا پڑیگا کہ قیامت بھی ضرور آنیوالی ہے۔ کیونکہ بڑی باتوں میں سے ایک بڑی بات حسب الہام واقع ہوئی تو دوسری انہونی بات بھی اسی طرح ضرور ہوگی ؛

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝

کُبَر۔ یہ کبریٰ کی جمع ہے۔ بڑی باتیں۔

اِنَّھَا۔ ھَا کی ضمیر اگر مخالفت کی طرف لیجائے۔ تو یہ معنے ہوں گے۔ کہ یہ مخالفت بڑی ہے ؛

نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝

نَذِیْر۔ ڈرانیوالا۔ اِنْذَار۔ ڈرانا۔ یعنی خبر ہوشیار کرنے کے لئے دیتے ہیں۔ کہ اس شخص کے لئے یہ ڈرانے کا موجب ہے۔

یَتَقَدَّم۔ آگے بڑھنے والا ایمان لانیوالا۔

یَتَاَخَّر۔ انکار کرنیوالا پیچھے ہٹنے والا۔

جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے آگے آگے بڑھنے والے کے لئے انذار ہے یا ہشیار کرنا ہے اور ایمان بڑھاتا ہے۔ اور پیچھے ہٹنے والے کے لئے ہلاکت و تباہی کا موجب ہے ؛

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝

رَھِیْنَة۔ رہن رکھنا۔ گرو۔ ہر وہ شخص جبتک کہ وہ اپنے اعمال کا کفارہ نہ ادا کرے۔ وہ اس سے بچ نہیں سکتا ؛

اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اَصْحٰبُ الْیَمِیْن۔ محاورہ ہے۔ جو لوگ نجات یافتہ ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کو راضی کرلیا

ہے۔ یا جن سے خدا تعالیٰ خوش ہے انکو دائیں طرف کے کہتے ہیں۔ اور ناراض کرنے والوں کو بائیں طرف والے۔ دائیں طرف والے وہ جنّت میں ہوں گے، ایک دوسرے سے پوچھتے ہوں گے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝

مجرموں کے بارے ہیں۔ پھر وہ دوزخ والوں سے پوچھینگے۔ تمہیں کس چیز نے جہنّم میں ڈالا۔ وہ کہینگے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور ہم غریبوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ یہ ایک مسئلہ ہے جسکو عام طور پر لوگ نہیں سمجھتے۔ اور اس کے نہ سمجھنے کیوجہ سے وہ تمدن جسکو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے وُہ قائم نہیں ہوتا۔ اسلامی قانون یہ ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی شخص ایسا نہ ہو جو بھُوکا ہو ننگا ہو اور بے مکان ہو۔ ہر شخص کو کھانا ملنا چاہیئے کپڑا ملنا چاہیئے۔ مکان ملنا چاہیئے۔ یہ تینوں چیزیں ہر انسان کے لئے دُنیا میں نہایت ضروری ہیں۔ اس قانون کا رائج کرنا حکومت کے ذمہ ہے۔ مگر جب حکومت نہ ہو۔ تو افراد کے ذمے ہے[۱] ۔ اسکے ساتھ یہ بھی اصُول ہے کہ کوئی بیکار نہ بیٹھے۔ قوم میں سے کوئی شخص نکمّا نہ رہے۔ محنت کرکے روٹی کھائے۔ دُوسرے انسان سے مانگنا تو گویا ایک قسم کی موت ہوتی ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو موت کو تو پسند کرتے ہیں۔ لیکن محنت نہیں کرتے۔ ادھر ذمہ واری یہ ہے کہ ہر مسکین کو کھانا مل جائے۔ دونوں گروہ اپنا فرض ادا نہیں کر رہے۔ منگتا اور فقیر بننا مومن کا کام نہیں۔

قادیان میں چونکہ انتظام کیساتھ امداد دیجاتی ہے اِس لئے لوگوں کو سوال کرنے کی بے انتہا عادت ہو گئی ہے۔ امیروں سے خلیفۂ وقت جتنا مناسب وضروری ہو لے لے۔ یعنی جتنی مقدار میں ضرورت پُوری ہو جائے وہ دینا پڑے گا۔ اسلام ادھر تو اُمراء کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ وہ غریبوں کی ضروریات پُوری کریں۔ دُوسری طرف غرباء کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم میں عزّت نفس ہونی چاہیئے۔ تمہیں محنت کرنی چاہیئے۔ بیسیوں لوگ ایسے ہیں جو کام تو کر سکتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ اِس لئے کہ اُن کی ضروریات پُوری ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ کام کو عار نہیں سمجھنا چاہیئے۔ صحابہ کرامؓ بھی کام میں عار نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت علیؓ بعض دفعہ گھاس کاٹ کر لاتے۔ اور دوسرے انسان سے روپیہ لینا موت سمجھتے ۔

---

[۱] بیکاروں کے لئے دستکاری کا انتظام کرنا لجنہ اماء اللہ کے سپرد تھا۔ لیکن توجہ نہیں کیگئی۔ اس کام کے لئے میں پانچ صد روپیہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ چونکہ قادیان کی آبادی خدا کے فضل کیساتھ بہت بڑھ گئی ہے اس لئے لجنہ اماء اللہ محلہ وار کمیٹیاں بنائے۔ اور نظام کیساتھ کام شروع کرے (آزار بند بننا و پراندے بنانا) یہ مدّ نظر رہے کہ ہر عورت اور بچّہ کو صبح وشام کی روٹی میسّر ہو۔ اور مکان مل جائے ۔

مسکین سے مُراد کوئی مسکین ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بھوکا ہے۔ یہ نہیں کہ کسی کو بھوکا دیکھا تو کھلا دیا۔

وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ اور ہم بحث کیا کرتے تھے بیہودہ بحث کرنیوالوں کیساتھ۔

نخوض۔ ہم بحث کیا کرتے تھے۔

خوض۔ پانی کو گدلا کرنا۔ کج بحثی کرنیوالے کو بھی خائض کہتے ہیں۔

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝

اور ہم قیامت پر یقین نہیں کرتے تھے۔

حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ۝ یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔

یقین۔ موت۔

فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝

اُن کو کسی قسم کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی۔ شفاعت اُنہیں کو فائدہ دیتی ہے جو اپنی عمر میں شفاعت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ

تذکرۃ۔ نصیحت۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نصیحت کی باتوں سے اعراض کرتے ہو۔

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ گویا کہ وہ گدھے ہیں ڈرے ہوئے۔ گدھے کا لفظ اسلئے لایا گیا ہے۔ کہ گدھا ہمیشہ ٹیڑھا بھاگتا ہے۔

مُسْتَنفِرَةٌ۔ ڈرایا ہوا۔ بھگایا ہوا۔

فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝

قسورۃ۔ شیر۔ مضبوط، جوان اور دلاور۔ وہ گدھا جو شیر سے ڈر کر بھاگے۔

بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کو کھلے کھلے صحیفے دیئے جائیں۔ یعنی ان سے خدا بخشش اور انعامات کے وعدے کرے۔

كَلَّا بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۝

وہ آخرت سے ہرگز نہیں ڈرتے۔

كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ۝ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

إِلَّا أَن يَشَاءَ۔ یہ قرآن شریف جو ہے۔ یہ ایک نصیحت کا موجب ہے۔ ہوشیار ہو جائیں۔ لیکن یہ لوگ پھر بھی ہوشیار نہیں ہوتے۔ وہ کبھی نجات نہیں حاصل کر سکتے۔ جب تک کہ دُنیا میں کوئی نبی نہ آجائے۔ جب کوئی خرابی دُنیا میں پیدا ہوتی ہے۔ اور ہدایت دُنیا سے مٹ جاتی ہے۔ تو انسان کبھی اپنی عقل سے ہدایت نہیں پا سکتا۔ نبی ہی ہے جو ہدایت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ ہر شخص کے لئے ہدایت کا راستہ کھلا ہے۔ مگر جس کے لئے اللہ چاہے وہی ہدایت پاتا ہے۔ وہ ایسی گندگی میں پڑے ہوئے ہیں کہ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کوئی جبر کرے اور جبر کر کے انکو ہدایت دے۔ ہدایت نہیں پائینگے۔ لیکن اللہ کی ذات سے یہ بالا امر ہے۔ کہ وہ جبر کرے۔[۲]

[۲] ہاں خدا تعالیٰ ہی کے شان کے شایان ہے کہ اس سے تقویٰ اور مغفرت طلب کی جائے۔

احادیث نبوی

اے میری پیاری بہنو! میں آپ کی خدمت میں چند باتیں پیش کرتی ہوں جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہیں:-

۱- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ اسکی نظر تمہارے دلوں پر ہے ؛ (مسلم)

۲- انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے عورت خدا سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا کہ یہاں سے ہٹ جا تجھے میرے جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ اس عورت نے آنحضرتؐ کو پہچانا نہ تھا کسی نے بتایا کہ یہ حضرت رسول کریمؐ تھے۔ تو وہ آپؐ کے گھر میں آئی۔ اور کہا کہ میں نے آپؐ کو پہچانا نہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ صبر کا ثواب تو اسی وقت ہوتا ہے۔ جبکہ صدمہ تازہ ہو ؛ (بخاری)

۳- جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریمؐ لشکر کے ہمراہ نجد کے علاقہ سے آرہے تھے کہ راستہ میں دوپہر بسر کرنے کے لئے ایک ایسی وادی میں ڈیرہ لگایا جہاں بہت سے کانٹے دار درخت تھے۔ حضرتؐ خود ایک کیکر کے درخت کے نیچے اُترے لشکر کے لوگ مختلف درختوں کے سایہ میں پہنچنے کے لئے اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے حضرتؐ نے اپنی تلوار اُسی کیکر سے لٹکا دی۔ پھر لشکر کے سب سپاہی سو گئے۔ کہ اچانک حضرتؐ نے ہم کو بلایا۔ ہم گئے، تو دیکھا۔ کہ ایک گاؤں کا آدمی آپؐ کے پاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ میں سو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر تلوار کھینچی اور کہا کہ میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ۔ اسپر اُسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اور میں نے اُٹھالی۔ اور کہا کہ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ تو اُس نے معافی مانگی اور کہا کہ مجھ سے درگذر فرمائیے۔ اسپر حضرتؐ نے اسکو چھوڑ دیا اور کوئی سزا نہ دی۔ وہ جب اپنی قوم میں واپس گیا۔ تو کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو سب سے بہتر انسان ہے۔ (بخاری)

۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر یہ پانچ حق بھی ہیں:- (۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) بیمار پرسی کرنا۔ (۳) جنازہ کے ساتھ جانا۔ (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک مارے تو یرحمک اللہ کہنا ؛ (بخاری)

۵- ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہ آدمی کے

بیٹے میں بیمار ہوا، تو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ بندہ کہیگا۔ کہ اے اللہ تیری بیمار پرسی کیسی تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا۔ تو تُو نے اُس کی بیمار پرسی نہ کی تھی۔ اگر تو اُس کی بیمار پرسی کرتا۔ تو اُسکے پاس مجھے پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانے کو مانگا تُو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ کہیگا۔ اے رب میں تجھے کیا کھلا سکتا ہوں۔ تُو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماوے گا کہ کیا تجھے علم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندہ نے کھانا مانگا تھا۔ مگر تو نے اُسے نہ دیا۔ اگر تُو اُس کو کھانا کھلاتا۔ تو مجھے اُسکے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی مانگا۔ تو تُو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ کہیگا۔ کہ تجھے میں کیا پانی پلا سکتا ہوں۔ تو آپ ساری دُنیا کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماوے گا۔ کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی طلب کیا مگر تو نے اُسے پانی نہ پلایا۔ اگر تُو اُسے پانی پلاتا تو اُس کے پاس مجھے پاتا۔ (مسلم)

۶۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جبرائیلؑ مجھے ہمسایہ سے حسن سلوک کے متعلق اس قدر تاکید کرتا رہا کہ میں نے گمان کیا شاید وہ یہ بھی کہدے کہ آئندہ ہمسایہ بھی وارث ہوا کریگا۔ (بخاری)

۷۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ کہ لبید شاعر کا یہ مصرعہ کیا ہی سچا ہے ؎

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزیں فانی ہیں۔ (بخاری)

۸۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے مرد پر جو رات کو نماز پڑھنے کیلئے اٹھتا ہے۔ اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرے، تو اُس کے مُنہ پر پانی کے چھینٹے ڈالتا ہے۔ رحم کرے اللہ تعالیٰ اس عورت پر کہ رات کو نماز کے لئے اُٹھتی ہے۔ اور اپنے خاوند کو جگاتی ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اُس کے مُنہ پر پانی کے چھینٹے ڈالتی ہے۔ (ابوداؤد)

۹۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے دیکر کوئی چیز واپس لی، اُس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کُتا قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ (بخاری)

(خاکسار خاتون بیگم احمدی گورالی ضلع گجرات پنجاب
حال وارد سہارنپور)

توسیع اشاعت

مصباحی بہنیں مصباح کی اشاعت بڑھانے میں پوری توجہ دیں۔ کیونکہ اس کا خرچ آمد سے بڑھ رہا ہے۔ اپنے اپنے گھروں میں اور اپنے اقرباء میں اس کے خریدار بنائیں۔ جو بقایا دار ہیں انکو بقایا ادا کرنے کیطرف توجہ دلائیں۔ بقایا پانچ روپے سے بھی زیادہ صرف گذشتہ دو سالوں کا ہے۔ ان حالات میں کام چلانا دشوار ہو رہا ہے۔

(مینجر اخبار مصباح قادیان)

وُہ اور ہم

ایک اگلے بادشاہ کے گھرانے کی تصویر

ایک وسیع محل کے ایک کمرے میں بادشاہ سلامت نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر قلم دوات لی اور قرآن کریم لکھنے لگ گئے۔ بیگم سادہ اور معمولی لباس میں ملبوس باورچی خانہ میں آٹا گوندھ رہی ہے۔ اور پاس ہی چولھے پر دال پک رہی ہے۔ جب دال پک چکی۔ تو روٹیاں پکانی شروع کیں۔ اسی اثناء میں ہاتھ جل گیا۔ مگر کیا مجال جو اُف تک بھی کیا ہو۔ چپکے سے کپڑا بھگو کر ہاتھ پر باندھ لیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا۔ تو دوں نے ملکر کھانا شروع کیا۔ تو بیگم یوں گویا ہوئی:-

بیگم۔ حضور اگر ناراض نہ ہوں تو ایک بات عرض کروں۔

بادشاہ سلامت۔ بسر و چشم۔

بیگم۔ آپ دیکھتے ہیں کہ آج میرا ہاتھ کیسی بُری طرح جل گیا ہے۔ مَیں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے ایک لونڈی خرید دیں جو میرا ہاتھ بٹائے۔

بادشاہ سلامت۔ بیگم تمہیں معلوم نہیں کہ میری بسر اوقات صرف قرآن کریم کی کتابت پر ہے۔ جو اس قدر قلیل ہے کہ مشکل سے گذارہ کرتا ہوں۔ تم ہی بتاؤ کہ میں کیسے نوکر رکھ سکتا ہوں۔

بیگم۔ حضور معاف فرمائیں مجھ سے غلطی ہوگئی۔ آئندہ آپ کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ سُنیں گے۔

موجودہ دفتر کے کلرک کے گھرانے کی تصویر

مکان کے ایک کمرے میں جو کہ پُر تکلف ساز و سامان سے آراستہ ہے۔ عمدہ لباس میں ملبوس ایک عورت کُرسی پر بیٹھی مطالعہ میں مصروف ہے۔ جو کہ کوئی ناول معلوم ہوتا ہے۔ اتنے میں ملازم لڑکا گوشت اور سبزی لے کر آجاتا ہے۔ عورت اُٹھتی ہے، اور دو تین قسم کے کھانے تیار کرتی ہے۔ ایک بجے کے قریب میاں پسینہ میں شرابور گھر آتے ہیں۔ بیوی دسترخوان پر کھانا لگاتی ہے۔ ملازم لڑکا پنکھا جھلتا ہے۔ اور کھانے کے دوران میں حسب ذیل گفتگو دونوں میں ہوتی ہے:-

بیوی۔ ایک بات کہتی ہوں۔ وعدہ کرو پوری کروگے۔

میاں۔ اگر میرے بس کی بات ہوئی تو کوشش کرونگا۔

بیوی۔ کوشش ووشش نہیں تمہیں ضرور پُورا کرنا ہوگا۔

میاں۔ اچھا کہو کیا کہتی ہو۔

بیوی۔ ہم کو ایک عورت ملازم رکھ دو۔

میاں۔ یہ لڑکا جو ہے۔

بیوی۔ لڑکا باہر کا کام کرتا ہے۔ عورت کھانا وغیرہ پکانے کے لئے کہہ رہی ہوں۔

میاں۔ تم جانتی ہو کہ میری تنخواہ بالکل تھوڑی ہے ہمیشہ کچھ نہ کچھ قرض سر پر رہتا ہے۔ اس حالت میں پانچ چھ روپے ماہوار کہاں سے مہیا کر سکتا ہوں۔

بیوی۔ بلا سے تنخواہ تھوڑی ہی ہم سے بھی اب کھانا نہ جھونکا جائیگا۔

میاں۔ اچھا تمہاری مرضی جو چاہو کرو مجھے کوئی عذر نہیں۔ . . .

(رفاطمہ خاتون قادیان دارالرحمت)

شب ماہتاب

دن اپنا آخری سفر آہستہ آہستہ طے کر کے نیر اعظم کی جلا دینے والی دھوپ سے گذر کر شام کے دامن میں پناہ لینے کے لئے جا رہا تھا۔ جہاں اُسے ایک ٹھنڈک اور سکون نصیب ہوتی ہے۔ اور شام کے سیاہ بادل اپنا ڈیرہ تمام عالم میں پھیلانے کے لئے محو رقص تھے۔ چرند پرند اپنے آشیانوں میں آنے کے لئے میدانوں اور باغوں کو اپنی دلآویز آواز سے خالی چھوڑ رہے تھے۔ تاکہ رات بھر آرام کرنے کے بعد پھر دوسری صبح کو چگنے کی تیاری کریں۔ جس سے میدان اور جنگل سُنسان اور پُرسکوت نظر آنے لگے۔

آخر کار آفتاب ایک سیاہ پردے کے پیچھے پنہاں ہوگیا۔ اور ماہتاب نے آہستہ آہستہ اپنا حسین وجمیل چہرہ نکال کر کائنات کے کرۂ تاریک میں داخل ہونا شروع کیا۔ اور اس کی سنہری کرنیں تمام عالم پر پڑنے لگیں۔ جس کے سبب سے تمام کائنات بقعۂ نور معلوم ہونے لگی۔ وہی درخت جو اندھیری و بھیانک رات میں ایک ڈراؤنی صورت بنا کر ایک مہیب منظر پیش کیا کرتے تھے۔ آج وہی چاند کی صاف و شفاف کرنوں کے پڑنے سے نہایت خوشنما نظر آتے ہیں۔ اور وہ چاند کی اس فیاضی کو دیکھ کر وجدانی کیفیت سے جھوم رہے تھے۔ تاکہ اُس کا شکریہ ادا کریں۔

اس کی دلآویز چاندنی ان سنسان جنگلوں اور میدانوں کو جو چڑیوں کی دل نواز نغمہ سے خالی ہو چکے تھے۔ سراپا حسین وجمیل بنا کر اپنے صناع حقیقی کی قدرت کا تماشا دکھا رہی تھی۔ تمام درختوں اور سرسبز میدانوں پر ایک مدہوش کن خاموشی طاری تھی۔ اور بادنسیم خوبصورت پھولوں کی بلائیں لینے لگی، جو اپنے ہاتھوں میں رنگین جام لئے خدا جانے کس کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک طرف نرگس اپنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کسی گم شدہ کو تلاش کر رہی تھی۔ غرض ہر شے سے اس خوشگوار فضا میں انبساط کے آثار نمایاں تھے۔

بسا اوقات بادنسیم کے ہلکے ہلکے جھونکے آکر درختوں سے ٹکراتے تھے۔ جس سے کہ ایک حسین وجمیل نغمہ پیدا ہوتا تھا۔ اور بس۔ البتہ کبھی کبھی کسی آدمی یا گاڑی وغیرہ کے چلنے کی آواز آتی تھی، جو اس مہرِ سکوت کو توڑنے کے لئے کافی ہوتی تھی۔

جوں جوں رات بڑھتی جاتی تھی۔ چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا جاتا تھا۔ آخر کار ماہتاب کا چہرہ اتنا خوبصورت اور منور نظر آنے لگا کہ اس کے آگے ستاروں کی محفل بھی ماند پڑگئی۔ اور وہ اپنا منہ شرمندہ ہو کر چھپانے کے لئے بادل میں جگہ ڈھونڈنے لگے۔ اور اُس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے ظلمت کی تاریکی سے بچنے کے لئے ایک نہایت

آبدار قندیل آسمان میں لٹکا دی ہے +

اس سُنسان اور تاریک جنگل میں کبھی کبھی عندلیب اپنی نغمہ سرائی سے تھکے ماندے مسافروں کو فرحت و انبساط کا سامان بہم پہنچاتی تھی ÷

آخر کار رات نے اپنا آخری سفر ختم کیا۔ ماہتاب اپنا خوبصورت چہرہ کبھی کبھی بادلوں سے نکل کر دُنیا والوں کی محویت دیکھکر مسکراتا ہُوا بادلوں کے سیاہ ٹکڑوں میں چھپ جاتا تھا۔ ہوا کے سرد جھونکے آکر سونے والوں کو کروٹیں لینے پر مجبور کر رہے تھے۔ شاید وہ جگانے کی کوشش کرتے ہوں۔ کہ صبح ہونے والی ہے۔ اُٹھو اور اپنے معبود حقیقی کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو ÷

انجام کار رات کا مسافر اتنا طویل فضائی سفر کرنے کے بعد دُنیا کو سبق فنا دیتا ہُوا نظروں سے مستور ہو گیا۔ اور ستاروں نے بھی اپنی بزم شب برخاست کر دی۔ روشنی کا دیوتا ہزاروں نیرنگیوں اور ضیا کاریوں سے جلوہ فگن ہُوا۔ تاکہ اپنی سُنہری شعاعوں سے کائنات کے ذرہ ذرہ کو روشن کرے ÷

(خاکسار اے۔ آر شہناز امرا وتی)

شذرات

گمشدہ لڑکیوں کی سرزمین۔

امریکہ میں آج یورپی قومیں آباد ہیں لیکن کولمبس کی دریافت سے قبل امریکہ دوسرے لوگوں سے آباد تھا جو اب قریب قریب مٹ چکے ہیں۔ ان عظیم الشان سلطنتیں تھیں عظیم الشان تمدن تھے۔ انہی میں ایک بڑی سلطنت اہل پیرو کی تھی۔ جو" انکا " کی سلطنت کہلاتی ہے۔ اہل ہسپانیہ نے سولھویں صدی کے ربع اول میں پیرو پر حملہ کر کے اس سلطنت کو برباد کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے دور حکومت میں ایک مندر بنا ہُوا تھا جس کی دیواریں، چھتیں، دروازے سب سونے کے تھے۔ اور اس کی مورتیاں بیش بہا جواہرات کی بنی ہوئی تھیں۔ یہ سورج دیوتا کا مندر کہلاتا تھا۔ اور اس کی خدمت کے لئے ملک بھر کی ایک سو حسین ترین دوشیزہ لڑکیاں مامور تھیں ÷

اہل ہسپانیہ نے جب سونے کے لالچ میں دارالحکومت پر قبضہ جما لیا۔ اور اُنہیں حسین ترین دوشیزہ لڑکیوں کا علم ہُوا۔ تو وہ ناپاک جذبات کے جنون میں مندر کی طرف بڑھے لیکن دروازے توڑ کر اندر پہنچے تو مندر بالکل خالی تھا۔ یہ ۱۵۳۲ء کا واقعہ ہے۔ کم و بیش چار صدیوں تک اس راز پر پردہ پڑا رہا۔ کہ وہ لڑکیاں کہاں گئیں۔ نہ فاتح

اس راز سے واقف ہو سکے اور نہ اہل ملک کو حقیقت حال کا علم ہو سکا۔

۱۹۱۲ء میں ایک مہم اہل پیرو کی قدیم سلطنت کے آثار کی تلاش میں نکلی تو دارالحکومت سے ساٹھ میل کے فاصلے پر دشوار گذار پہاڑوں کے ہجوم میں اُنہیں ایک بلند ٹیلا نظر آیا جو دوسرے پہاڑوں سے دو ہزار فٹ اونچا تھا۔ اور اسپر کسی آبادی کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا۔ لیکن گرد و نواح کے باشندے بتاتے تھے کہ اسکے اُوپر ایک شہر کے آثار موجود ہیں۔ تحقیقاتی پارٹی دن بھر کی محنت سے ٹیلے کے اُوپر پہنچی تو اُنہیں ایک عالیشان شہر کی عمارتیں ملیں۔ جن میں کوئی متنفس آباد نہ تھا۔ وہاں مختلف مقامات دیکھتے ہوئے اُنہیں برابر برابر ننانوے قبریں ملیں۔ وہ اُنہی دوشیزہ لڑکیوں کی تھیں جو ۱۵۳۱ء میں سورج دیوتا کے مندر سے غائب ہوئی تھیں اس سے یہ راز کھُلا کہ لڑکیاں اپنی عصمت بچانے کے لئے زمین دوز راستوں کے ذریعہ مندر سے باہر نکل آئیں اور اس مقام پر پہنچیں جو ابتدا میں "انکا" سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے اُسے کلیۃً ترک کر کے ساٹھ میل کے فاصلے پر نیا دارالحکومت بنایا گیا تھا جسے اہل ہسپانیہ نے فتح کیا تھا سن رسیدہ ہو کر یہ لڑکیاں مرتی رہیں اور وہیں دفن ہوتی ہیں۔ ننانوے ۹۹ کی قبریں مل گئیں۔ اس قافلے کی آخری لڑکی کی خبر شاید اس لئے نہ مل سکی کہ اسے دفن کرنیوالا کوئی نہ تھا۔ ممکن ہے اُس کی لاش گل سڑ کر ختم ہو گئی ہو، اور چار صدیوں کے بعد اُس کا کوئی نشان ملنا بظاہر ناممکن تھا۔

پہاڑی قبائل کی رسم شادی

ضلع ورنیگاگی مدراس ایجنسی کے اندرونی رقبہ میں بزدل، شرمیلے، ننگے اور غیر معمولی حد تک توہم پرست اشخاص ملتے ہیں۔

پہاڑی قبیلوں میں شادی کی رسوم نہایت عجیب و غریب ہوتی ہیں۔ دسہرہ سے دو ماہ پہلے ہر ایک گاؤں کا نمبردار گاؤں کے باہر آٹھ نو مربع فٹ کا ایک گڑھا کھدواتا ہے۔ اسپر لکڑی کے گٹھوں اور مٹی کی چھت بنا دیجاتی ہے۔ اور درمیان میں ایک راستہ رہنے دیا جاتا ہے جس میں سے آدمی بآسانی گذر جاتا ہے۔ رات کے وقت گاؤں کی تمام کنواری لڑکیوں کو اس گڑھے میں سُلا دیا جاتا ہے۔ شادی کا خواہشمند نوجوان گڑھے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اپنی پسند کی لڑکی کو کپڑے پیش کرتا ہے۔ لڑکی منظور کرے تو گڑھے سے نکل کر لڑکے کے ساتھ روانہ ہو جاتی ہے۔ دوسرے دن دونوں لڑکی کے والدین کے گھر جاتے ہیں۔ اور شادی کے انتظامات وغیرہ مکمل کئے جاتے ہیں۔

شادی کے موقعہ پر دونوں پارٹیاں جنگل میں جاتی ہیں۔ اور وہاں آگ جلا دیجاتی ہے۔ لڑکی کے ہاتھ میں لوہے کی گرم سلاخ دیدی جاتی ہے۔

اور اُسے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ لڑکے کی گردن پر لگائے اگر گرم لوہا لگنے سے لڑکا چلا اُٹھے۔ تو لڑکی والے واپس چلے جاتے ہیں۔ اور شادی منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور اگر اُس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلے۔ اور وہ گرم لوہے کے لگنے کو خاموشی سے برداشت کرلے۔ تو ان دونوں لڑکی اور لڑکے کو ازدواجی رشتہ میں منسلک کر دیا جاتا ہے۔ لڑکی اس بات کی احتیاط رکھتی ہے۔ کہ گرم لوہے کی سلاخ لڑکے کے جسم سے زیادہ نہ لگے۔

تختۂ دار پر شادی

وارسا کے ایک نوجوان لیبل نامی کیخلاف پولینڈ کے ایک منسٹر کے قتل میں حصہ لینے کا الزام تھا۔ مقدمہ چلا اور اُسکو پھانسی کی سزا دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ لیبل شروع سے ہی انقلاب پسندانہ سرگرمیوں میں حصہ لیتا تھا۔ طالب علمی کے زمانہ میں اُس کی ایک ہم عمر لڑکی سے محبت تھی۔ اور دونوں نے باہم حلف لیا ہوا تھا۔ کہ ہم بڑے ہو کر ایک دوسرے سے شادی کریں گے۔ عمر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی محبت بھی بڑھتی گئی۔ جب لیبل کو پھانسی کے حکم کے متعلق اس لڑکی کو خبر ملی۔ تو وہ جیلخانہ کے افسروں کے پاس ملتجی ہوئی۔ کہ ہمیں اپنا بچپن کا عہد و پیمان پورا کر لینے دیا جائے۔ اور ہماری شادی کر دی جائے۔ ججوں کو رحم آگیا۔ اور اُنھوں نے فیصلہ دیا کہ شادی کی رسومات ۱۵ منٹ میں ادا کر دیجائیں۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور شادی ہو چکنے کے بعد دُولھا اور دُلھن کو دو منٹ اکیلے رہنے کے لئے دیئے گئے۔ چنانچہ اُنھوں نے اس دو منٹ کے وقفہ کو ہی حاصل زندگی سمجھا۔ اور دونوں دو منٹ کے لئے آخری ملاقات کی غرض سے تنہا چھوڑ دیئے گئے۔ وہ نظارہ بھی کس قدر رقت خیز ہوگا۔ پہلو میں رفیقۂ حیات اور آنکھوں کے سامنے تختۂ دار۔ وہ دونوں رو رہے تھے۔ اور تقدیر کی ستم ظریفی پر خون کے آنسو بہا رہے تھے۔ آخر دو منٹ ہوتے ہی کیا ہیں۔ گذر نے تھے گذر گئے۔ اور افسران جیل نے نوجوان لیبل کو اپنی بیوی سے ہمیشہ کیلئے جُدا ہو کر موت کو لبیک کہنے کا حکم سُنا دیا۔ آنسوؤں کے درمیان میاں بیوی جُدا ہوئے۔ تمام حاضرین رو رہے تھے۔ ہر شخص جو وہاں موجود تھا۔ اس انجام زندگی سے متاثر ہو رہا تھا۔ لیبل کے لئے تختۂ دار پر چڑھنا ناگزیر تھا۔ دو منٹ کے سہاگ کے بعد بیوی بیوہ اور خاوند لقمۂ اجل ہو گیا۔

اِس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ دُلہن کو اسی مقدمہ قتل میں ۱۰ سال کی سزا دی گئی تھی۔

مندروں میں کنواری لڑکیوں کا چڑھاوا۔

کوچین۔ ۲۹ جون۔ جنوبی ہندوستان کے ہندوؤں میں اس وقت تک یہ رسم مذہبی طور پر جاری ہے کہ کنواری لڑکیوں کو کسی دیوتا کے مندر پر چڑھا دیا

جاتا ہے۔ ایسی لڑکیوں کا کسی پتھر وغیرہ سے "بواہ" رچایا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ عمر بھر دوشیزہ رہ کر مندر کی خدمت کرتی رہتی ہیں۔ آزاد لڑکیوں کو "دیوداسیاں" یا "مرلیاں" کہا جاتا ہے۔ کوچین میں اس رسم کے باعث بد اخلاقی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس لئے مہاراجہ کوچین نے ایک قانون کی رُو سے اس رسم کو ممنوع قرار دیا ہے۔ جو شخص اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا۔ اس کو ایک سال قید سخت یا ایکہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دیجائیگی۔

تہذیب حاضرہ کا ایک منظر۔

آج ایک نوجوان عورت اور اسکے شوہر کو جھگڑتے دیکھا۔ جو شام کو سیر کر کے واپس آرہے تھے۔ عورت کہتی تھی۔ آج کا کھیل دیکھنے کے لائق ہے۔ شوہر کہتا تھا۔ میرے پاس پیسہ نہیں۔ مکان کا کرایہ سر پر آگیا ہے۔ دودھ کا حساب دینا ہے۔ بجلی کا بل آنیوالا ہے۔ کرم چند آٹے کی رقم مانگتا ہے۔ تم پر سینما دیکھنے کا بھوت سوار ہے۔ عورت نے منہ بسور کر کہا۔ خصماں نوں کھائے تیرا حساب کتاب آج کا کھیل ضرور دیکھنا ہے۔ مرد کا رُخ نسبت روڈ کی طرف تھا۔ عورت کا قدم میکلوڈ روڈ کی طرف اُٹھتا تھا۔ اتنے میں دو مرد اور ایک عورت نسبت روڈ کی طرف سے آئے۔ اور اُس کو آنیوالی عورت نے کہا۔ میں تجھے گھر تلاش کر کے آئی ہوں۔ چل کھیل شروع ہونیوالا ہے۔ پس پھر کیا تھا ساتھ چلی گئی۔ ٹکٹ وغیرہ کے پیسے نہیں پُوچھے۔ جاتی ہوئی یہ کہہ گئی۔ کہ دودھ پنجری میں رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ بلّی پی جائے۔

بال سنوارنے کی رسم قدیم

بال اپنی قدرتی حالت میں ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ مگر قدیم زمانہ سے مختلف اقوام میں بال سنوارنے کے مختلف فیشن چلے آتے ہیں۔ ہندوستان کی غاروں اور دیگر جگہوں پر جو تصویریں دیواروں وغیرہ پر قدیم زمانہ کی بنی ہوئی ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج سے دو ہزار سال پہلے یہاں بال سنوارنے کا رواج تھا۔ اس زمانہ کی عورتیں بالوں کے متعلق خاص احتیاط کرتی تھیں۔ بالوں میں کئی قسم کے پھول اور سونے چاندی کے زیور لگائے جاتے تھے۔ کئی امیر عورتیں ہیرے اور جواہرات بھی استعمال کرتی تھیں۔ اجنٹا کی غاروں کی دیواروں پر عورتوں کی جو تصاویر ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بالوں کے ایسے فیشن تھے۔ کہ پیرس اور ہالی وڈ کے ماہر ہیئر ڈریسرز کے فیشنوں کو مات کرتے ہیں۔ ہندوستان کی عورتوں کا بالوں کو سنوارنے کا فیشن بالکل سادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ عورتیں اب یہ خیال کرتی ہیں کہ قدرتی طریقہ بہت اچھا ہے۔

عورتیں باتونی کیوں ہوتی ہیں

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ عورتیں مردوں کی نسبت

زیادہ باتیں کرتی ہیں۔ واشنگٹن کے ڈاکٹر ہارڈیکا نے کئی تجربوں کے بعد یہ معلوم کیا ہے۔ کہ اس کی یہ وجہ ہے۔ کہ اگر قد برابر ہو۔ تو عورتوں کا منہ مردوں کی نسبت چوڑا ہوتا ہے۔ مگر اکثر مردوں کا منہ بہت چوڑا ہوتا ہے۔ اور اُن کا قد بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ہارڈیکا نے کئی سفید، حبشی، ہندوستانی اور اسکیمو عورتوں کے چہروں کا معائنہ کیا ہے۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں ۔ (پرتاپ)

ہندوستان میں بیوہ عورتیں۔

اگروال کانفرنس نے اپنی صدارتی تقریر میں اس خوفناک حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں ساڑھے تین لاکھ کے قریب ایسی بیوائیں ہیں جنکی عمر پندرہ ۱۵ سال سے بھی کم ہے۔ اس سے بڑھ کر اور المناک واقعہ کیا ہوگا۔ کہ مذہبی توہمات اور قومی رسم و رواج کی بنا پر ہندوستانی عورتوں کی ایک کثیر تعداد اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی بیوہ ہو کر اپنی آئندہ ساری عمر کس مپرسی کی حالت میں بسر کرنے پر مجبور ہیں ۔

دودھ بہترین خواب آور دوائی

دودھ بہترین خواب آور دوائی ہے۔ کون حسین عورت نہیں جانتی، کہ رات کو سونے سے پیشتر گرم دودھ کا ایک پیالہ اوولٹین ملا کر پینے سے نسوں رگوں و پٹھوں وغیرہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور سکون نیند کا لطف اُٹھایا جا سکتا ہے ۔

گندم کا دلیا دودھ میں ملا کر کھانے سے بہترین مقوی غذا کا کام لیا جا سکتا ہے۔ گندم اور دودھ قدرت کی عطا کردہ دو بہترین نعمتیں ہیں۔ اور جب ان دونوں کو ملا کر کھایا جاتا ہے۔ تو علاوہ شیریں لذیذ اور خوش ذائقہ ہونیکے سب سے زیادہ طاقت والی غذا ثابت ہوتی ہے۔ ان دونوں کا روزانہ استعمال بہت صحت بخش ہوتا ہے ۔

واقعات وحوادث

لنڈن۔ دنیا کے مختلف ممالک کی عورتوں کی انجمنوں کی تقریباً ۳۲ نمائندوں نے شہنشاہ ابی سینیا اور ان کی لڑکی کے اعزاز میں ایک دعوت دی۔ شہنشاہ نے ہندوستان کے لوگوں کے نام ایک پیغام دیا۔ جس کے دوران میں کہا۔ کہ ہندوستان کے لوگوں نے جس گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اس کا مجھ پر گہرا اثر ہوا ہے۔ اور مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ یہاں برطانوی عورتوں کی نمائندوں کیساتھ ہندوستان کی سرکردہ اور متمدن خواتین بھی موجود ہیں۔ میں ان تمام ہندوستانیوں کا جنہوں نے ہمارے ساتھ ہمدردی اور خلوص دلی کا اظہار کیا ہے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہندوستان نے ابی سینیا کی جو حمایت کی ہے۔ اس کے لئے میں اس کے اخبارات اور وہاں کے لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

سوئیٹزرلینڈ کے ایک گاؤں میں ایک شخص اپنی بندوق صاف کر رہا تھا۔ کہ ایک چھوٹا سا بچہ اُس کے کندھے پر چڑھ گیا۔ اس سے بندوق کو جھٹکا لگا۔ اور وہ خود بخود چل گئی۔ سامنے اسکی بیوی کھڑی تھی۔ گولی اُس کے پیٹ میں جا لگی۔ بیوی حاملہ تھی۔ فوراً اُس کا اپریشن کیا گیا۔ جب بچہ کو باہر نکالا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ گولی اُس کے بازو کو پار کر گئی ہے۔

اب ماں اور بچہ دونو بالکل راضی خوشی ہیں ÷

ایک ہندوستانی چرواہا جنگل میں اپنی بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا۔ کہ پیچھے سے ایک چیتا اسپر جھپٹا اور اُسکی ٹانگوں کو منہ میں دبا لیا۔ لڑکے نے ہمت نہ ہاری۔ اور زور سے ٹانگوں کو چیتے کے منہ سے نکال لیا۔ اور چیتے کو جبڑوں سے پکڑ اتنے زور سے کھینچا۔ کہ اُسکے دو ٹکڑے کر دیئے۔ چیتا فوراً ہی مر گیا ÷

موضع کھلوڑی علاقہ سنور ریاست پٹیالہ مسماۃ .... نے اپنی لڑکی (جس کی عمر دس سال بتائی جاتی ہے) کو گاؤں سے شہر کی طرف بھیجا۔ لڑکی کے ہاتھ میں طلائی کڑے تھے۔ اور ہاتھ میں تیل کی بوتل تھی جب وہ اپنے مکان سے کچھ فاصلہ پر ایک سُنسان جگہ پہنچی۔ تو ملزم ملا۔ اسکی نیت بدل گئی۔ اور لڑکی کو زبردستی پکڑ کر زیورات اُتارنے لگا تو لڑکی نے شور مچایا۔ اسپر ملزم نے اُسکے ہاتھ سے بوتل چھین لی اور اُسکے سر پر مارنی شروع کی۔ دماغ پر شدید ضربات پہنچنے سے لڑکی وہیں بیہوش ہو کر ٹھنڈی ہو گئی۔ ملزم گرفتار کر لیا گیا ہے ÷

ڈھوبری کے کلرک کی لڑکی جس نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا تھا اور فیل ہو گئی تھی۔ گھر کے تمام ممبروں کے سو جانے پر ٹٹی میں داخل ہو گئی۔ اور اپنے کپڑوں پر تیل چھڑک کر انہیں آگ لگا دی۔ ٹٹی کا دروازہ کھول کر دیکھا۔ تو لڑکی مری پڑی تھی ÷

منٹگمری ۲۶؍جون۔ ایک اکنی ایک نوجوان کے لئے پیغام اجل ثابت ہُوئی۔ وہ نہر لوئر باری دو آب سے نہا کر نکلا۔ اور جب کپڑے پہننے لگا تو ایک آنہ جیب سے پانی میں گر پڑا۔ نوجوان نے پھر غوطہ لگایا۔ مگر پھر نہ نکل سکا۔ اس کے دو ساتھیوں نے اُسے ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے ÷

شیخوپورہ۔ ۲۴؍جون۔ موضع بھالیکے، بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کل ایک لوہار کی نوجوان بیوی نے خانگی تنازعات سے تنگ آکر پہلے دو بچوں کو قتل کر دیا۔ پھر تیسرے بچے کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کرنے کے بعد خودکشی کر لی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوہار کی دوسری بیوی تھی۔ ان بچوں کو لے کر گاؤں کے باہر ایک کنوئیں پر گئی۔ اور اُن کو ایک ایک کر کے کنوئیں میں پھینک دیا۔ پھر خود بھی چھلانگ لگا دی۔ ایک لڑکا ذرا بڑا تھا۔ باہر نکل آیا۔ اور تمام ماجرا گاؤں والوں کو سُنا دیا ÷

مصباح کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا آپ کا ملّی فرض ہے ضرور توجہ کیجیئے ÷

عجائبات

جرمنی کی ایک عورت جس کی عمر اس وقت تیس ۳۰ سال ہے۔ بغیر بازوؤں اور ٹانگوں کے پیدا ہوئی۔ اسوقت اسکے باقی جسم کے تمام حصوں کی نشوونما بالکل مکمل ہے۔ اس کی صحت ہمیشہ ٹھیک رہتی ہے۔ ٹانگیں اور بازو نہ ہونے کی وجہ سے اُسے آج تک کسی دوسرے آدمی کی امداد کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ وہ نہایت آسانی سے عام لوگوں کی طرح چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔ کپڑے خود پہنتی ہے۔ بالوں کو خود سنوارتی ہے۔ سوئی میں دھاگا خود ڈالتی ہے۔ کپڑے سیتی ہے۔ اور دیگر ایسے کام کرتی ہے۔ جو عام لوگوں کے نزدیک بغیر ٹانگوں اور بازوؤں کے سرانجام پانے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہیں۔

بوڈاپسٹ کے ویسٹرن ریلوے سٹیشن کے باہر ایک سٹال ہے۔ جس کی مالکہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ اُس نے ایک چڑا پال رکھا تھا جب وہ بڑھیا آس پاس کے دوکانداروں میں اخبارات بیچنے جاتی۔ تو اُس چڑے کو دوکان کا چارج دے جاتی۔ اُسکی غیر حاضری میں جو شخص اخبار خریدنے آتا چڑا پیسہ لیکر اُسے اخبار دیدیتا۔ اگر کوئی شخص اُس کا امتحان لینے کے لئے پتھر کے ٹکڑے یا بٹن دیتا۔ تو چڑا فوراً اُنہیں پھینک دیتا۔ اب کوئی شخص اس چڑے کو چرا کر لے گیا ہے۔

چین کا ایک شخص لیوچنگ عجیب انسان ہو گذرا ہے۔ پیدائیش کے وقت سے اس کی دونوں آنکھوں میں دو، دو پُتلیاں تھیں۔ مگر اس سے اس کی بینائی میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ ہر ایک کام کو بڑی سرگرمی سے سرانجام دیتا تھا۔ وہ شانسی کا گورنر اور وزیر مقرر کیا گیا۔

بورنیو موتھ کے ایک شخص کے پاس ایک بلّی تھی۔ اُس نے اُسے ایک شخص کے پاس فروخت کر دیا۔ جو اُسے ایک پنجرے میں بند کر کے اپنے شہر کو جو وہاں سے ایک سو میل کے فاصلے پر تھا، لے گیا۔ مگر ابھی تین ہفتے بھی گذرنے نہ پائے تھے۔ کہ بلّی وہاں سے بھاگ کر خود بخود اپنے پہلے مالک کے گھر آگئی۔

قدرت کے کرشمے دیکھئے۔ سٹیفورڈشائر (انگلستان) میں ۱۴ مئی ۱۸۲۹ء کو ایک لڑکا پیدا ہؤا۔ اُس کے ماں باپ کی صحت، قدوقامت وغیرہ نارمل تھے۔ مگر وہ ابھی چار ہی سال کا تھا کہ بالغ ہو گیا۔ اُس کی داڑھی اور مونچھیں نکل آئیں۔ اور ۷ سال کی عمر میں بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے مر گیا۔ اُس کے بال بالکل سفید ہو گئے

تھے۔ چہرے اور بدن پر جھریاں پڑ گئیں۔ آواز دھیمی ہو گئی۔ جب کھڑا ہوتا یا چلتا۔ تو ایسے معلوم ہوتا کہ کوئی ۸۰۔۹۰ سال کا بوڑھا ہے ÷

سپین کے ایک گاؤں کہ ویراڈی بٹریگو میں جتنے لوگ رہتے ہیں۔ ان کی ہر ایک کی کئی کئی انگلیاں ہیں۔ عام طور پر ۷۔۷ ہیں۔ نہ صرف ہاتھوں کی بلکہ پاؤں کی بھی۔ تمام گاؤں میں صرف ایک شخص ایسا ہے۔ جس کی ۵۔۵ انگلیاں ہیں۔ باقی لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس کی انگلیاں کم ہیں۔ اور جتنی ہونی چاہئیں اُتنی نہیں ہیں ÷

البالہ (سویڈن) کا ایک شخص نیلز پالن ۱۹۰۷ء میں ۱۲۰ سال کی عمر میں مرا تھا۔ وہ اپنے پیچھے دو لڑکے چھوڑ گیا۔ ایک کی عمر صرف ۹ سال تھی۔ اور دوسرے کی ۱۰۳ سال۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب اس کی عمر ۱۵ اسال تھی تو اُس کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا تھا۔ بلجیم کے ایک شہر لیئج کا ایک پادری اپنے پیچھے ۱۸ بچے چھوڑ مرا تھا ÷

ابریس کا جارجیا اپنی ماں کی موت سے دو گھنٹے بعد پیدا ہوا تھا۔ یہ ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ کہ دنیا بھر کی طب کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ÷

کئی کئی سال ہوئے۔ چین کے ایک شہر میں ایک شخص مسٹر ہسیا نکا نامی پیدا ہوا تھا۔ اس کا جسم بالکل شفاف تھا۔ تمام ہڈیاں اور دیگر اعضاء صاف نظر آتے تھے۔ ہسیا ایک مشہور سکالر تھا۔ وہ ایک اعلیٰ سرکاری عہدے پر مقرر کیا گیا۔ مگر رشوت ستانی کے جرم کی پاداش میں اُسے سزائے موت دی گئی ÷

سکاٹس کی ملکہ میری کے پاس ایک کتا تھا۔ جو اس کا نہایت وفادار تھا۔ جب ملکہ کو قتل کیا گیا تو یہ کتا اُس کی لاش کے پاس بیٹھا رہا۔ اُسے گھسیٹ کر باہر لے گئے۔ اسے پیار دلاسہ دینے کی بہتیری کوشش کی گئی۔ مگر ملکہ کے مرنے کا غم اُسے کھا گیا۔ اُس کے سامنے کئی قسم کے کھانے رکھے گئے۔ باہر سیر کے لئے لے جایا گیا۔ مگر اُس کا غم غلط نہ ہوا۔ اور وہ اُس میں گھل گھل کر مر گیا۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم، شہنشاہ جارج اور موجودہ شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم کو بھی کُتّے پالنے کا بہت شوق ہے ÷

لنڈن میں اسوقت ۵۰۰ اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے غسلخانوں میں ٹیلیفون لگوا رکھے ہیں۔ انمیں کئی ڈاکٹر۔ ایکٹر اور سوداگر شامل ہیں۔ کئی اشخاص ہیں جن کے مکان کے ہر کمرہ میں ٹیلیفون ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے ٹٹیوں میں بھی ٹیلیفون لگوا رکھے ہیں ÷

134

رپورٹ سہ ماہی

لجنہ اماء اللہ دہلی

۸۔ مارچ ۱۹۳۶ء۔ خدا کے فضل اور رحم کیساتھ ہماری لجنہ کے اجلاس باقاعدہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس دفعہ آٹھ مارچ کا جلسہ بابو عبدالحمید صاحب کے مکان پر منعقد ہوا۔ تلاوت قران مجید کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی ؛

فنانشل سیکرٹری صاحبہ نے صداقت نبیؐ پر خوب پُرجوش تقریر فرمائی۔ پھر اہلیہ صاحبہ بابو عبدالحمید صاحب نے نماز کی حقیقت خوب واضح طور پر بیان کی۔ اس کے بعد صغریٰ بیگم بنت شیخ احمدؐ صاحب نے وفات مسیحؑ پر مضمون سُنایا۔ پھر شوکت بنت بابو عبدالحمید صاحب نے سیرۃ النبیؐ پر مضمون جو بہت اچھے طریق پر لکھا گیا تھا۔ پڑھ کر سُنایا۔ پھر ناصرہ شیخ احمدؐ صاحب نے بتایا کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ آپ نے اسکی خوب واضح طور پر تشریح کی۔ عزیزہ بیگم شیخ احمدؐ صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ پر مضمون سُنایا۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحبہ نے محبت الٰہی پر مضمون سُنایا جو بہت پُرجوش تھا۔ بعد ازاں محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے اپنا مضمون سُنایا۔ اور بتایا۔ کہ ہمارا دستور العمل کیا ہونا چاہیئے۔ آپ نے تحریک جدید کے بارے میں بھی کافی روشنی ڈالی۔ اس کا سامعین پر کافی اثر ہوا۔ پھر دُعا ہوئی چندہ جمع ہوا اور جلسہ برخاست ہوا صاحب خانہ نے چائے کی دعوت دی ؛

۳۔ مئی ۱۹۳۶ء - ۳۔ مئی کا جلسہ بابو نذیر احمدؐ صاحب امیر جماعت کے مکان پر منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظموں کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔ محترمہ سیکرٹری صاحبہ نے حضرت امیر المومنین کا خطبہ جمعہ ۲۴۔ اپریل کا فرمایا ہوا پڑھکر سُنایا۔ پھر اہلیہ صاحبہ بابو غلام حسین صاحب نے نماز پر مضمون سُنایا۔ آپ نے خوب واضح طور پر بتایا۔ کہ نماز ہی ایک ایسی دُعا ہے جس سے ہم راہ راست پر قائم رہ سکتے ہیں۔ اس کے بعد دُعا ہوئی۔ اور صاحب خانہ نے لسّی سے تواضع کی۔ چندہ جمع ہوا۔ اور جلسہ برخاست ہوا ؛

۲۸۔ جون ۱۹۳۶ء - ۲۸۔ جون کو حضرت امیر المومنین کے فرمان کے موجب تحریک جدید کا جلسہ کیا گیا۔ یہ جلسہ بابو غلام حسین صاحب کے مکان پر گیارہ بجے منعقد ہوا۔ باوجود سخت بارش کے کافی بہنیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ اجلاس نہایت شاندار و کامیاب رہا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظموں کے بعد مضمونوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اہلیہ صاحبہ غلام حسین صاحب نے اپنا مضمون بعنوان "عورتیں اسلام کی ترقی میں کس طرح امداد کر سکتی ہیں" سُنایا۔ اس کے بعد نجمہ ریحانہ خانم نے مسیح موعودؑ کے زمانہ کی خصوصیت بیان کی۔ پھر گلزار بیگم صاحبہ بنت غلام حسین صاحب نے مضمون سُنایا۔ آپ نے اسمیں جماعت کی ترقی کا دارومدار بتایا۔ تعلیم اور تبلیغ احمدیت پر کافی زور دیا۔ اور وہ تعلیم بتائی جو ہمارے امام ہم سے چاہتے ہیں۔ پھر پریذیڈنٹ صاحبہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ۱۷ ر مارچ کا فرمایا ہوا خطبہ جمعہ پڑھ کر سُنایا۔ اِس کے بعد نظموں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ۱/۲ ۳ گھنٹے کی کاروائی کے بعد ۱/۲ ۲ بجے ایک لمبی دعا کے جلسہ برخاست ہوا۔ چندہ جمع ہوا۔ اور صاحب خانہ نے چائے سے تواضع کی ؛

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ دہلی)

پھول

(طاہرہ خاتون بنت محترم ڈاکٹر محمد طفیل خان ایم۔ ڈی قادیان پنجاب)

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔